سمسٹر: خزاں 2016ء

کورس: مطالعہ پاکستان — کوڈ: 417

سطح: بی اے — مشق نمبر: 2

سوال نمبر 1: خالی جگہ پر کریں۔

۱۔ اقلیتی صوبوں کے مسلمان بھی قیام پاکستان کی جدوجہد میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے شریک تھے۔	برابر
۲۔ 1946ء کے انتخابات مسلم لیگ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی بنیاد پر لڑے تھے۔	مطالبہ پاکستان
۳۔ سردار گل محمد خان نے ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ایک سرحدی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے مسلمانوں کا مدعا بیان کیا۔	۱۹۲۳ء
۴۔ جولائی 1940ء میں بلوچستان مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۔۔۔۔۔۔ کی صدارت میں منعقد ہوا۔	نواب زادہ لیاقت علی خان
۵۔ دسمبر 1932ء میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کل ہند بلوچ کانفرنس کے انعقاد کا انتظام کیا گیا۔	جیک آباد
۶۔ سب سے پہلے اسلامی مملکت میں شامل ہونے کے ناطے سندھ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہلاتا ہے۔	باب الاسلام
۷۔ سندھ برصغیر کا ۔۔۔۔۔۔۔۔ صوبہ تھا۔ جہاں مسلم لیگ کو کامیابی حاصل ہوئی۔	پہلا
۸۔ 1946ء کے انتخابات میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ مسلم نشستوں پر مسلم لیگ کو کامیابی حاصل ہوئی۔	تیس
۹۔ تقسیم ہند کے منصوبے کا اعلان برطانوی پارلیمنٹ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو کیا گیا۔	۳ جون
۱۰۔ تنسیخ بنگال ۔۔۔۔۔۔۔۔ ء میں ہوئی۔	1911

سوال نمبر 2: درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

۱۔ 1946ء کے عام انتخابات برصغیر پاک ہند کی دسیاسی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔	صحیح
۲۔ اپریل 1942ء میں قائداعظم نے مرکزی اسمبلیوں کے مسلم لیگی ممبروں کا ایک کنونشن طلب کیا۔	صحیح
۳۔ 29 جون ٹاؤن ہال کوئٹہ میں پروگرام کے مطابق ایجنٹ برائے گورنر جنرل نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا اعلان پڑھ کر سنایا۔	غلط
۴۔ 1930ء کے بعد جدید تعلیم کے فروغ سے ریاست میں سیاسی بیداری پیدا ہوئی۔	صحیح
۵۔ پنجاب اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔	صحیح
۶۔ ریڈکلف نے گورداس پور اور بٹالہ کی مسلم اکثریتی آبادی کی تحصیلیں بھی بھارت کو دے دیں۔	صحیح
۷۔ حکومت پاکستان نے ستمبر 1948ء میں مہاجرین کی آبادکاری کے لیے ایک باقاعدہ وزارت قائم کی۔	صحیح
۸۔ 1956ء کا آئین محمد علی بوگرہ فارمولا کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا۔	غلط
۹۔ محمد حسن عسکری نے ترقی پسند تحریک کے بنیادی تصورات کو چیلنج کیا۔	صحیح

www.aiouinfo.com

۱۰۔ رپورتاژ اور انشائیہ اردو ادب کی نسبتاً نئی اصناف ہیں۔ صحیح

سوال نمبر 3: آزاد مملکت کے سلسلے میں اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے کردار و ایثار پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب:۔ پاکستان کے حصول کیلئے جدوجہد میں برصغیر جنوبی ایشیا کے ہر ایک علاقے کے مسلمانوں نے بھرپور حصہ لیا اور قربانیاں پیش کیں ان میں مسلمانوں کا ہو طبقہ فکر اور گروہ میں شامل تھا۔ مسلم اکثریتی علاقوں کے مسلمانوں کے ساتھ مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمان بھی قیام پاکستان کی جدوجہد میں برابر شریک تھے۔ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں مسلم اقلیتی صوبوں کے لوگ پیش پیش تھے۔

تاریخی پس منظر:۔ اس وسیع برصغیر میں مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت یا برصغیر کی تقسیم کی بات سب سے پہلے مسلم اقلیتی صوبوں کے رہنماؤں ہی کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ 23 اگست 1890ء کو مولانا عبدالحلیم شرر نے اپنے رسالہ ''مذہب'' میں ہندو مسلم فسادات کی روک تھام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اس کا واحد حل یہ ہے کہ برصغیر کو ہندو اکثریتی صوبوں اور مسلم اکثریتی صوبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

قرارداد پاکستان کی تائید:۔ 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں برصغیر جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ مملکت کے قیام کیلئے ایک قرارداد، بنگال کے رکن جناب فضل الحق نے پیش کی۔ اس قرارداد کی تائید سب سے پہلے صوبہ جات متحدہ کے چوہدری خلیق الزمان نے کی جو ایک مسلم اقلیتی صوبہ تھا۔ علاوہ ازیں اس قرارداد کی حمایت کرنے والوں میں نواب محمد اسماعیل خان، عبدالحمید خان، آئی آئی چندریگر، مولانا عبدالحامد بدایونی اور سید ذاکر علی، سید عبدالرؤف شاہ اور بیگم مولانا محمد علی بھی شامل تھے۔ یہ سب ایسے صوبے سے تعلق رکھتے تھے جو کانگریس کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے۔

باقاعدہ جدوجہد کا آغاز اور صوبائی انتخابات:۔ قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد حصول پاکستان کیلئے جدوجہد کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے چنانچہ اپریل 1940ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر پورے ہندوستان میں قرارداد پاکستان کی تائید میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام اجلاس منعقد ہوئے۔ ان جلسوں میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مسلمان ہندوؤں سے ایک الگ اور جداگانہ قوم ہیں اور ان کے قومی تشخص کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ان کی اپنی علیحدہ ریاست ہو جس میں مسلمان اپنے نظریات وعقائد کے مطابق زندگی گزاریں۔ اپریل 1941ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس مدارس میں منعقد ہوا جس میں اس طرح ترمیم کی گئی کہ مسلم لیگ کا نصب العین برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کا قیام ہے۔

اکابرین کا خراج تحسین:۔ اپریل 1946ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے مرکزی اسمبلیوں کے مسلم لیگی ممبروں کا ایک کنونشن طلب کیا، جس میں ہر ایک ممبر نے حصول پاکستان کیلئے جدوجہد کرنے کا حلف اٹھایا۔ ان کنونشن میں قیام پاکستان کیلئے ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ یہ قرارداد سید حسین شہید سہروردی نے پیش کی تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''بنگال سے دہلی آتے ہوئے مجھے متعدد ایسے صوبوں سے گزرنا پڑا جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ میں نے ان مسلمانوں کے

www.aiouinfo.com

دلوں میں آزادی کی تڑپ دیکھی ہے انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ تم ہمیں ہماری قسمت پر چھوڑ دو لیکن اپنے صوبے میں پاکستان قائم کرلو، ہم اپنا سر افتخار یہ کہہ کر بلند رکھ سکیں گے کہ ہمارے بھائیوں نے آزاد مملکت قائم کر لی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اقلیت کے صوبے کے ان مسلمانوں نے ہم سب کی شاہراہ آزادی کی طرف رہنمائی کی ہے اوران کا یہ عزم قابل ستائش ہے کہ وہ حصول آزادی اور پاکستان کیلئے قربانیاں پیش کرنے پر آمادہ ہیں۔"

سوال نمبر 4: 1947ء میں پنجاب میں شروع ہونے والی تحریر سول افرمانی پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: ۔آپ ملی کے سمت پر نظر ڈالیں تو آپ کو اس مسلمانوں کے حقوق اور تحفظ اور فروغ کیلئے جدوجہد کی اور اس کے بعد ایک علیحدہ ریاست کے قیام کے لئے، بنیادی طور پر ایک آئینی جدوجہد اور قانون کی حد کے اندر اندر تھا کہ مل جائے گا۔ تاہم 1946 میں ایم ایل کے تحفظات کے ساتھ کابینہ مشن پلان قبول کر لیا لیکن کانگریس پارٹی صرف CA میں جانے لگی لیکن اس کے بعد اسے تیار کرنے کیلئے آزاد ہے، جبکہ کانگریس پارٹی نے کابینہ مشن پلان کے تمام شرائط کو قبول نہیں کیا جب آئین کی کسی بھی قسم کی اور پھر اس وجہ سے کی عبوری حکومت کا سوال ایم ایل جو عام لوگوں کیلئے نقطہ نظر کے اس نقطہ کی وضاحت کیلئے لوگوں کے جانے کا فیصلہ کیا اور اس کے بعد تو اس کے لئے تھا ایم ایل ملاقاتیں کی جب ایم ایل سرکاری طور پر گلیوں میں بڑے پیمانے پر پڑیا مقبول احتجاج کی ایک پالیسی اور تحریک یا وضاحت کی اس قسم کو اپنانے کی کیا گیا تھا کہ پہلی بار 16 اگست 1946 پر کی گئی اوران لوگوں کے مختلف صوبوں میں اور بدقسمتی بنگال میں اور کلکتہ میں مارچوں احتجاج تھا تحریکوں یا سرگرمی، تشدد کی ایک بہت کے نتیجے کے طور پر ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور بنگال میں اور کلکتہ میں بڑی تشدد نہیں تھا۔ تو یہ کابینہ مشن پلان سے متعلق نقطہ نظر کے اس نقطہ پر عام لوگوں کو متحرک کرنے کیلئے بڑے پیمانے پر کی سطح پر سب سے پہلے ایم ایل، ایس کوشش تھی۔

ایم ایل پہلی مرتبہ احتجاج ذرائع سے سیاسی صورت حال کا سامنا کرنے کا فیصلہ کیا۔ کانگریس ان لائنوں پر کام کر رہا تھا لیکن مسلم رہنماؤں کی سیاست ایک نرم آدمی کا کھیل سمجھا جاتا ہے۔ ابھی برطانوی حکومت آئینی اور اخلاقی پوزیشن کو شروع کرنے کا فیصلہ کرنے سے مسلمانوں کو شکست دینے ہاتھ ملا جب 'ڈائریکٹ ایکشن' ایم ایل کابینہ مشن پلان کو مسترد اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی۔ ڈائریکٹ ایکشن دن (16 اگست 1946) مسلمانوں کے ظلم کا برطانوی پالیسی کے خلاف احتجاج تھا۔ ہندو حملوں احتجاج کا آغاز کیا۔ اور بھاری زندگی ہلاکتوں نتیجہ اخذ کیا۔ ویول نے ایم ایل میں نہرو اور گاندھی کو تیار کرنے کی کوشش کی۔ ایسا کرنے کیلئے ضروری تھا کیونکہ مسلم لیگ (95 فیصد نشستیں) قانون ساز اسمبلی میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ کانگریس بھی حکومت کی جانب سے ہر ممکن پیش کش کو مسترد کر دیا۔ چرچل کلکتہ کے فسادات پر لیبر حکومت نے دبوچ لیا اور وائسرائے عبوری حکومت نے جناح کو قبول کیا۔

ایم ایل پنجاب میں ۷۹ سے ۸۶ سے باہر نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ لیکن خضر حیات ٹوانہ ہندو اور سکھ ارکان (سنگھی) کی مدد سے ان کی حکومت کی تشکیل دی۔ ایم ایل نے اس سازش کا سامنا کیا اور فروری ۱۹۴۷ء لوگوں کی مرضی کو بحال کرنے کے خلاف احتجاج کیا۔ پنجاب حکومت ظلم کے صورتحال سے نمٹا۔ یہاں مسلمان خواتین ایم ایل جدوجہد میں بہت شاندار کردار ادا کیا۔ خضر حکومت نے استعفی

www.aiouinfo.com

دے دیا۔اور 2 مارچ 1947 کو گورنر راج نافذ کیا گیا تھا۔

1947ء کے شروع میں، یہ صوبائی سطح پر مقبول تحریکوں کا آغاز کیا۔جنوری اور فروری 1947ء میں یہ ایم ایل پنجاب میں خضر حیات ٹوانہ اور تقریباً دو ماہ سے حکومت کے خلاف احتجاج اور سڑکوں پر احتجاج شروع کیا پنجاب کے مختلف علاقوں میں جلوس اجلاسوں اور احتجاجی مظاہروں کے انعقاد اور سر خضر حیات ٹوانہ حکومت کے استعفیٰ سے پوچھ رہا تھا۔

خضر وزارت کے 2 مارچ 1947 کو اس مقبول طلاطم کے پیش نظر میں نے استعفیٰ دے دیا اور اس کی بجائے ایم ایل گورنر اور براہ راست حکمران گیا تھا اور اس مارچ کے آغاز میں تھا کی قیادت میں نئی حکومت کے قیام کی ہے کہ صوبے میں گورنر 1947ء میں گورنر راج عائد ہوا۔

سوال نمبر 5: انتقال اقتدار کی تاریخ کیونکر بحث کی حامل ٹھہری نیز انتقال اقتدار کی تاریخ کو پہلے لانے میں کون سے عوامل کارفرما تھے؟ بحث کریں۔

جواب:۔انتقال اقتدار کی تاریخ:

ماؤنٹ بیٹن نے مملکت کو دو آزاد ریاستوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اس نے اپنے اس فیصلے کی اطلاع لندن میں برطانوی حکومت کو دے دی تھی ۔اب اسے دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈروں سے یقین دہانی درکار تھی کہ وہ برطانوی دولت مشترکہ میں شامل ہو جائیں گے۔

(الف) دولت مشترکہ کی رکنیت، ہندوستان کی مطالبات:

دولت مشترکہ کا رکن بننے کے لیے ملک کو آزاد خود مختار نہیں بلکہ ڈومینین کا درجہ ہونا چاہیے کانگریس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہندوستان ایک خود مختار جمہوریہ ہوگا۔لیکن یہ ایک چال تھا کہ کانگریس ہائی کمان دولت مشترکہ میں شمولیت کے لیے قیمت وصول کرنا چاہتی تھی جو کہ برطانوی وائسرائے کو پاکستان کی صورت میں ادا کرنا تھی۔ برطانوی وزیر اعظم نے اعلان کر دیا تھا کہ انگریز جون 1948ء تک ہندوستان چھوڑ دیں گے۔کانگریس نے ڈومینین کا درجہ قبول کرنے اور دولت مشترکہ کی رکنیت حاصل کرنے کی شرط یہ لگائی کہ جلد سے جلد انتقال اقتدار کر دیا جائے۔ماؤنٹ بیٹن نے یہ مطالبہ قبول کر لیا اور انتقال اقتدار کے فوری منصوبے پر کام شروع کر دیا۔

(ب) پاکستان کی مشکلات:

انتقال اقتدار میں تاخیر پاکستان کے لیے سود مند ثابت ہو سکتی تھی۔اس سے اسے ایک انتظامی ڈھانچہ تشکیل دینے کے لیے کچھ وقت مل جاتا لیکن جو چیز پاکستان کو مدد دے سکتی تھی وہ ہندوستانی اور برطانوی لیڈروں کے لیے قطعاً قابل قبول نہ ہو سکتی تھی۔دوسری طرف ہندوستان کو برطانوی حکومت کا پورا پورا انتظامی ڈھانچہ ورثے میں مل رہا تھا۔انتقال اقتدار میں کوئی تاخیر ہوتی یا نہ ہوتی اس پر شاید ہی کوئی اثر مرتب ہوتا اس کے برعکس پاکستان کو اضافی وقت چاہیے تھا اور انتقال واختیارات میں تاخیر اس کے لیے خاص معاونت بخش ثابت ہو سکتی تھی۔ماؤنٹ بیٹن نے سے غیر جانبداری کا دعویٰ تھا۔مسلمانوں کے نقطہ نظر پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ اس نے طنزیہ انداز میں کہا: انتظامی طور پر ایک مستقل عمارت کھڑی کرنے اور جھونپڑی بنانے یا خیمہ لگانے میں فرق ہے۔جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ہم صرف ایک خیمہ کھڑا کر رہے ہیں۔

www.aiouinfo.com

ہم اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر 6: پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے ضمن میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی وجوہات کیا تھیں۔ مفصل بیان کریں۔

جواب: تین جون کے منصوبے کے مطابق بنگال اور پنجاب کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وہ تقسیم کیے جائیں یا نہیں سب سے پہلے 20 جون کو بنگال کی صوبائی اسمبلی نے 90 کے مقابلے میں 26 ووٹوں سے پاکستان میں شریک ہونے کا فیصلہ دیا۔ پھر اس اسمبلی میں غیر مسلم اکثریتی مغربی حصے کے نمائندوں نے ایک علیحدہ اجلاس میں صوبہ بنگال کی تقسیم کے حق میں فیصلہ دیا۔

پنجاب میں پہلے مجموعی اجلاس میں نمائندوں کی اکثریت نے پاکستان میں شریک ہونے کے حق میں فیصلہ دیا پھر مشرقی پنجاب کے نمائندوں کا علیحدہ اجلاس ہوا۔ جس میں غیر مسلموں کی اکثریت تھی اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ صوبہ پنجاب کی تقسیم کی بجائے 26 جون کو صوبہ سندھ کی قانون ساز اسمبلی نے 30 کے مقابلے میں 20 ووٹوں سے فیصلہ کیا کہ یہ صوبہ پاکستان میں شامل ہو۔ اس کے بعد بلوچستان میں شاہی جرگہ اور کوئٹہ میں میونسپلٹی کے غیر سرکاری ارکان نے بھی اتفاق رائے سے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔

تقسیم ہند کے منصوبے کی رو سے بنگال اور پنجاب کے اضلاع کو اکثریتی مسلم اور غیر مسلم آبادی کی بنیاد پر تقسیم کیے جاتے وقت دو الگ الگ سرحدی کمیشن مقرر کیے گئے۔ دونوں کمیشنوں کے صدر ایک ہی انگریز ماہر قانون سر سیریل ریڈکلف مقرر ہوئے۔ ہر کمیشن میں دو نمائندے مسلم لیگ اور دو نمائندے کانگرس کے تھے۔ یہ حضرات ہائی کورٹوں کے جج تھے۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں کی طرف سے پیشگی تسلیم کیا گیا کہ وہ سرحدی فیصلوں کو ہر حال میں منظور اور نافذ العمل کریں گے۔ نئی سرحدوں کے بارے میں دونوں کمیشنوں کے ارکان کے درمیان سخت اختلاف ہوا۔ یہ اختلاف صوبہ پنجاب کے سلسلے میں بڑا شدید تھا کیونکہ یہاں سکھوں کی جانب سے آبادی کی محدود اکثریت کے علاوہ ان کے متبرک مقامات کا مسئلہ بھی اہم تھا۔ بعض سکھ لیڈر اپنے فرقے کے لئے آزادی یا کم از کم ایک خودمختار صوبے کے خواہاں تھے۔

تقسیم سے دونوں صوبوں میں گنجان آبادی، معاشی وسائل اور ذرائع آمدورفت کاٹے جا رہے تھے۔ پنجاب میں نہری نظام بھی متاثر ہو رہا تھا۔ دنیا کے بڑے شہروں میں شمار ہونے والا شہر کلکتہ بنگال کی واحد بندرگاہ تجارت مواصلات اور تعلیم کا مرکز تھا۔ اس شہر کی ساری خوبیاں دور برطانیہ کی مرہون منت تھیں۔ جس کے دوران میں صوبے کی زمینوں سے حاصل ہونے والی پٹ سن اور چائے کے سارے کارخانے اور تمام تجارت یہاں یکجا کر دیئے گئے تھے۔ پاکستان کے مغربی حصے سے جو ایک ہزار میل کے فاصلے پر تھا بحری مواصلات ہی یہاں سے رابطے کا اہم ذریعہ ہوتا تھا۔ ریڈکلف نے فیصلے میں خود ہی دو سوال اٹھائے کہ ا) کس مملکت کو کلکتہ کا شہر دیا جائے ؟ یا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ اس شہر کو دونوں مملکتوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر سارے کا سارا کلکتہ شہر کسی ایک مملکت کو دیا جانا ضروری ہو تو پھر وہ مملکت کیا ایسے علاقوں کی بھی حقدار ہوگی۔ جن پر کلکتہ کی زندگی کا بحیثیت شہر اور بندرگاہ دارومدار ہوگا۔ مثلاً ندیا شہر کا سارا دریائی نظام یا اس کا کچھ حصہ پھر کوئی دلائل دیئے بغیر یہ فیصلہ دے دیا جس کے تحت نہ صرف کلکتہ ہندوستان کے حوالے کر دیا۔ ریڈکلف نے پنجاب میں اس سے بھی زیادہ مکروہ فیصلہ دیا جس کے تحت مسلم اکثریت کی متعدد تحصیلیں پاکستان سے کاٹ کر بھارت کے حوالے کر دی گئیں۔ یہاں نئی ابھرنے والی سرحد کے ساتھ ساتھ اور کشمیر سے ملحق گورداسپور مسلم اکثریت تحصیلوں گورداسپور بٹالہ اور شکر گڑھ میں

www.aiouinfo.com

مسلمان اکثریت میں تھے۔

سوال نمبر 7: قائداعظم نے انتظامی ڈھانچہ تعمیر کرنے لے لیے اور پاکستان کو برادری میں جگہ دلانے کے لیے کیا اقدامات کیے؟ بیان کریں۔
جواب: **پاکستان کا انتظامی ڈھانچہ اور قوموں کی برادری میں جگہ دلانے میں قائداعظم کا کردار:**

تمہید: جب پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا تو اس وقت اس کی کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی۔ ایک اچھی اور مقابلتاً انتظامیہ قائم کرنے کے لیے پاکستان کے پاس تجربہ کار اور تربیت یافتہ افراد کی بھی کمی تھی۔ آزادی سے پہلے کی انتظامیہ میں بھی مسلمانوں کو اتنی نمائندگی نہیں دی گئی تھی۔ جتنا ان کا حق بنتا تھا۔ برطانوی لوگوں نے ان سول ملازموں کو نوآبادیاتی نظام کے تحت کچھ تربیت دی تھی۔ اب صورتحال بدل چکی تھی اور سول انتظامیہ کو لوگوں کی خدمت کرنی تھی۔

حکومت کا ڈھانچہ: کراچی کو نئے ملک کا دارالحکومت بنایا گیا۔ ہندوستان کی سول سروس کو پاکستان سول سروس میں بدل دیا گیا صوبوں کی ایک قوم اور ملک کی مختلف ضروریات پوری کرنے کے لیے سروسوں کو ڈھانچے میں لچک پیدا کی گئی۔ ہندو افسروں کے جانے کے بعد خالی ہونے والی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے جونیئر سول ملازمین کو اعلیٰ انتظامی عہدوں پر ترقی دے دی گئی لیکن یہ سب کچھ بھی ناکافی تھا۔ لہٰذا برطانوی افسروں اور TEchnicians کو سول اور فوجی دونوں شعبوں میں ان کے عہدوں پر برقرار رکھا گیا قائداعظم نے ان تمام لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ آزادی کے بعد کی تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے لوگوں کی اس طریقے سے خدمت کیجیے کہ انہیں اچھے کام اور انصاف کا یقین دلایا جا سکے انہوں نے انہیں سیاست سے باز رہنے اور معاشرے کی بہبود پر توجہ دینے کے لیے کہا۔ اگرچہ حالات جن میں لوگ کام کر رہے تھے اتنے زیادہ خراب تھے کہ دفتروں میں فرنیچر اور ٹائپ رائٹر نہیں تھے حتیٰ کہ بعض اوقات دفتر کی عمارت بھی نہیں ہوتی تھی لیکن پھر بھی ان سب لوگوں نے قوم کی آواز پر کان رکھنے اور خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

قائداعظم کے آخری ایام: اپنے قیام کے پہلے سال میں پاکستان کو چند ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب اسے دنیا پر اپنے وجود کا یقین دلانے کے لیے بہت تردد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ملک کے وجود کو بچار کھنے اور اس کی جدوجہد کو جاری رکھنے میں قائداعظم کی رہنمائی اور لوگوں کے عزم مصمم نے بڑا کردار ادا کیا۔ 1946ء میں قائداعظم کو ان کے ڈاکٹر نے کام کا بوجھ کم کرنے کا مشورہ دیا تھا اور انہیں زیادہ آرام کے لیے کہا اور بتایا کہ اگر انہوں نے اسی افتار سے کام جاری رکھا تو ان کے لیے مزید دو سال زندگی گزارنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ قائداعظم نے اپنے ڈاکٹر سے کہا کہ وہ اپنا کام کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ موت کے علاوہ کوئی ایسا طریقہ نہیں تھا جو قائداعظم کو مسلمانوں کی رہنمائی سے روک سکتا۔ قائداعظم نے نہ صرف یہ کہ اپنا کام کرنا نہیں چھوڑا بلکہ اپنی گری ہوئی صحت کا کسی کے سامنے ذکر کرنا بھی چھوڑ دیا۔

پاکستان کے قیام کے بعد قائد نے مزید محنت کی۔ کوئی سرکاری کاغذ ان کی نظروں سے نہیں بچا۔ کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا جس پر توجہ نہیں دی گئی ہو۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں تھا، جب قائداعظم مملکت کے معاملات سے بیگانہ ہوئے ہوں۔ کام کی زیادتی، آرام کی کمی، غیر معمولی سنگین معاملے اور بڑھتے ہوئے مسائل نے انہیں بستر سے لگا دیا لیکن انہوں نے پھر بھی اپنی ذات کو کوئی آرام نہیں دیا۔ انھوں نے کروڑوں

بے گھروں کو گھر دیا لوگوں کو فخر کرنے کا موقع دیا۔ مایوس مسلمانوں کے دلوں میں امید کی کرنیں روشن کیں ۔ یہ قائداعظم کی اعلیٰ قیادت ہی کا نتیجہ تھا کہ پاکستان کو اقوام متحدہ میں تسلیم کیا گیا۔ ملک میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ پوری دنیا میں پاکستانیوں کے جذبات کی ترجمانی کرنے والا نمائندہ ملا اور قوم نے بغیر کسی غیر ملکی امداد اور دفاعی سمجھوتے کے ایک خوبصورت آغاز کی طرف قدم بڑھائے ۔ ایسا لگتا تھا جیسے قائداعظم کو اپنا وقت نزدیک دکھائی دے رہا تھا پاکستان کے قیام کی پہلی سالگرہ پر قوم کے نام اپنے پیغام میں قائداعظم نے کہا:

"خدا نے آپ کو سب کچھ دیا ہے۔ آپ کے پاس غیر محدود وسائل ہیں ۔ آپ کی مملکت کی بنیادیں رکھ دی گئی ہیں اب یہ آپ کا کام ہے کہ ان بنیادوں پر جلد سے جلد عمارت قائم کیجیے ۔ آگے بڑھنے میں آپ کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں ۔ پاکستان زندہ باد"

قائداعظم کو ان کی زندگی کے آخری دنوں میں بلوچستان کے ایک صحت افزا مقام زیارت لے جایا گیا۔ اس وقت بھی ان کے ذہن میں اپنی قوم کے لوگوں کا خیال تھا۔ ان کی مستقل مزاجی، قوت ارادی اور وفاداری میں کوئی کمی نہیں آئی ۔ ان کا جسم ان کی بیماری کی سختی نہ سہ سکا اور وہ 11 ستمبر 1948ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ۔ ان کی وفات قوم کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان تھا۔

سوال نمبر 8: دوسری دستور ساز اسمبلی اور ون یونٹ پر مفصل نوٹ لکھیں۔

جواب:۔ دوسری دستور ساز اسمبلی اور ون یونٹ:۔ دوسری دستور ساز اسمبلی کا اجلاس 7 جولائی 1955ء کو مری میں ہوا۔ اس اسمبلی کی حیثیت پہلی اسمبلی سے مختلف تھی ۔ کوئی سیاسی جماعت اس قدر نشستیں حاصل نہ کر سکی کہ وہ اکثریتی جماعت کا دعویٰ کرتی ۔ مسلم لیگ سب سے بڑی جماعت تھی ۔ جس نے 80 ارکان کے ایوان میں 25 نشستیں حاصل کیں ۔ دوسری اہم جماعتوں میں یونائیٹڈ فرنٹ نے 16 اور عوامی لیگ نے 12 نشستیں حاصل کیں ۔

مغربی پاکستان کے چار صوبے ملک کے دونوں حصوں کے درمیان برابری قائم کرنے میں ایک رکاوٹ تھے۔ مغربی پاکستان کے چار صوبوں کی مجموعی آبادی مشرقی پاکستان کی آبادی سے کم تھی ۔ اسمبلی نے سوچا کہ دستوری سازی کا کام شروع کرنے سے پہلے بہتر ہوگا۔ کہ ان چار صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا جائے ۔ اس طرح ایک متوازی اور مساوی حیثیت کا آئینی فارمولا تیار کرنے میں آسانی رہے گی ۔ چنانچہ یہ معاملہ ملک کے مغربی حصے کی صوبائی مقننوں کو پیش کر دیا گیا جہاں ان صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنانے کی منظوری دے دی گئی ون یونٹ کا مسودہ حسین شہید سہروردی نے تیار کیا۔ جو مشرقی بنگال کے ایک ممتاز سیاست دان اور عوامی لیگ کا سربراہ تھے۔ 30 ستمبر 1955ء کو اسمبلی نے یہ بل منظور کر دیا۔ انتظامی نقطہ نگاہ سے اسمبلی کی تعریف کی گئی ۔ ون یونٹ کے حامیوں کا خیال تھا کہ اس سے دستور سازی میں آسانی پیدا ہوگی اور روز افزوں صوبائیت ختم ہوگی ۔ تاہم اس کے مخالفین کہتے تھے کہ ون یونٹ کے قیام سے مشرقی پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور مغربی پاکستان کے صوبے اس کے خلاف متحد ہوئے ہیں ۔ جہاں تک صوبائیت ختم کرنے کا سوال ہے تو یہ محض خام خیالی تھی کہ صوبائی حدود ختم ہو جانے سے قومی استحکام پیدا ہوگا۔ مسئلے کا اصلی حل یہ تھا کہ اقتصادی اور سماجی ناہمواریوں کی طرف فوری طور پر توجہ دی جاتی ۔

www.aiouinfo.com

ون یونٹ بل کے بعد مغربی پاکستان کی ایک عبوری مقننہ قائم کی گئی جس میں پنجاب اپنے حصے سے کم نشستیں لینے پر رضامند ہو گیا پنجاب نے اس بات پر رضامندی کا اظہار اس لیے کیا کہ دوسرے چھوٹے صوبوں کے ساتھ بھائی چارے کی فضا پیدا ہو جنہیں ایک بات کا خدشہ تھا کہ ون یونٹ میں پنجاب کو بالادستی حاصل ہو گی۔ اس جذبے کے اظہار کے طور پر پنجاب آئندہ دس برسوں کے لیے اپنے علاقے کے کسی وزیراعلیٰ کے حق سے دستبردار ہو گیا۔ مشتاق احمد گورمانی کو مغربی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا اور ڈاکٹر خان صاحب کو وزیراعلیٰ بنایا گیا جو آزادی سے پہلے کانگریس میں شامل تھے اور گورنر جنرل کے ایک قریبی دوست تھے۔

سوال نمبر 9: ترقی پسند مصنفین کے نقطہ نظر بحث کریں۔

جواب: جواب: <u>ترقی پسند مصنفین کا نقطۂ نظر:</u> ترقی پسند تحریک کی بنیاد برصغیر کے ادب میں چند مصنفین کے ہاتھوں 1935 میں پڑی اس تحریک کے یہ مقاصد تھے برطانوی ہند کو انگریزوں کی غلامی سے سیاسی آزادی دلانا، عوام کو سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام سے آزادی دلانا، فرد کو پابندیوں اور رسم و رواج کے پھندوں سے آزاد کرنا تحریک سے وابستہ اکثر مصنفین روس کے مارکسی انقلاب سے متاثر ہوئے جو 1917ء میں واقع ہوا۔ وہ اردو ادب میں مارکسی انقلاب کے بیج بونا چاہتے تھے اور اشتراکی نظام زندگی کی کھیتی کاٹنا چاہتے تھے تاہم اس تحریک کے منشور میں مارکسیت یا اشتراکیت کا ذکر نہیں تھا لیکن عملی طور پر جو اقدامات کئے گئے وہ منشور سے بالکل مختلف تھے۔

1947ء ہماری قومی تاریخ میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ سال وہ ہے جب برطانوی ہند کی تقسیم عمل میں آئی۔ جس کے نتیجے میں مملکت پاکستان وجود میں آئی اس انقلابی تقسیم کے نتیجے میں بہت سی چیزیں معرض وجود میں آئیں اور اردو ادب میں داخل ہوئیں۔ یہ دعویٰ غلط نہ ہوگا کہ اردو ادب کا آغاز بطور پاکستان ادب سال 1947ء سے ہوا جس سال پاکستان کا قائم ہوا۔ پاکستان میں نشوونما پانے والے اردو ادب کی امتیازی خصوصیات بھارت میں تخلیق کیے جانے والے اردو ادب سے مختلف ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ پاکستانیوں کو بطور ملت ایک نمایاں تشخص ہے۔ ملت کے اساس دین اسلام کے ارکان اور اسلامی نظریہ مساوات اور معاشرت انصاف پر ہے۔

ایک وجہ جو منطقی طور پر پاکستان کے اردو ادب کو ہندوستانی اردو ادب سے ممیّز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ پاکتان ایک نظریاتی ریاست ہے جس کا مقصد و مدعا ایک اسلامی حکومت کا قایم ہے۔ یہ اسباب پاکستان اور ہندوستان میں مختلف قسم کے ادب کی تخلیق کا باعث بنے۔ پاکستان میں 1947ء کے بعد بڑا فکر انگیز دینی ادب وجود میں آیا۔ نظریاتی طور پر پاکستانی قومیت اور عالم اسلام کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کے بارے میں بھی ہمارے ادب میں بہت کچھ موجود ہے۔ علامہ اقبال اور قائداعظم کے بارے میں یہ نظریاتی بخشیں کتب و مقالات میں بھی ملتی ہیں۔

برصغیر میں اسلامی قومیت کے تشخص، عام مسلمانوں کی بقاء، تحفظ اور اسلامی ریاست کے قیام میں ادیبوں اور صحافی حضرات نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ مسلم قومیت کے نظریے کی ترویج میں ان حضرات نے عوام کی رہنمائی کیلئے ایسا لٹریچر تصنیف کیا جس سے نہ صرف مقصد کیلئے لگن و جذبہ ابھرا بلکہ تحریک پاکستان کے عملی خطوط بھی واضح ہوئے ان میں انتہائی معزز اور موثر شخصیتیں تحریریں اور اخبار و رسائل کی کوشش شامل ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران لکھے جانے والے مضامین نثر، پارے اور نظمیں قومی جذبات و احساسات کی عکاسی کرتی

www.aiouinfo.com

ہیں۔آزاد مملکت کے بارے میں بنیادی سوچ کا سر چشمہ ہیں۔تحریک پاکستان کی ایک نامور شخصیت چوہدری رحمت علی کی ہے جنھوں نے پاکستان کی دل آویز ترکیب وضع کی اور پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ پاکستان کے بارے میں ان کا پہلا کتابچہ "اب یا کبھی نہیں" تھا اس کا شمار دنیائے انقلابی دستاویزات میں ہوتا تھا۔الغرض بہت سے مصنفین نے تحریک پاکستان میں اپنا جادو جگایا۔ان کے مضامین نے مسلمان نوجوانوں میں ذہنی انقلاب برپا کر دیا۔اسی طرح فرزند خان درانی نے پاکستان کے معنی کے عنوان سے ایک کتاب لکھی مولانہ عبدالقدوس ہاشمی نے حیدرآباد دکن سے "پاکستان اور معاشیات" کے عنوان سے کتابیں لکھیں۔ان مصنفین کا تحریک پاکستان، آزادی کی تحریک، مسلمانوں اور نوجوانوں میں بیداری پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ہمارے خیال میں اگر یہ مصنفین اس سقت نہ ہوتے تو آزادی کو حاصل کرنا ایک خواب بن جاتا کیونکہ یہ جذبات ابھارنے،ان کے جذبات کو تحریک دینے میں ان مصنفین نے بہت سی کتابیں، رسائل، اخبارات کا سہارا لے کر ان میں آزادی کے جذبے کو زندہ رکھا جسکی وجہ سے آج ہمارے سامنے پاکستان کی شکل میں ثبوت موجود ہے۔

سوال نمبر 10: پاکستان کے تحفظ کو متاثر کرنے والے عوامل پر بحث کریں۔

جواب:۔پاکستان کی خود مختاری کی دھمکی عوامل اندرونی اور بیرونی کے ساتھ ساتھ ہیں وہ ایک ذاتی معاملہ ہے، ابھی تک ایک تجزیہ کرنے اور ریاست پاکستان کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے اندرونی کمزوریوں بیرونی خطرات کیلئے اپنی خود مختاری کو کھو دیا ہے۔

رٹا تجزیہ: طاقت، کمزوریوں، مواقع اور خطرات کی وضاحت کرنے کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سب سے اہم اندرونی عوامل طور پر مندرجہ ذیل تفصیلات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

۱۔شورش

۲۔سیاسی عدم استحکام

۳۔غیر موثر پارلیمنٹ

۴۔قیادت کا فقدان

۵۔کرپشن

۶۔منحصر خارجہ پالیسی

۷۔مس مینجمنٹ

۸۔قدرتی آفات سے نمٹنے کی کمی

۹۔صوبائی عدم موافقت

۱۰۔نسلی تنازعات

۱۱۔فرقہ ورایت

www.aiouinfo.com

۱۲۔ مذہبی جنون

۱۳۔ گورنمنٹ مداخلت میں فوج کے کردار

۱۴۔ یکے بعد دیگرے ناکام حکومتوں

۱۵۔ بڑے پیمانے ناخواندگی

بیرونی عوامل موجود ہیں لیکن وہ صرف اس وجہ سے داخلی ناکامی ہیں۔

۱۔ غیر محفوظ ڈیورنڈ لائن

۲۔ بھارت مداخلت

۳۔ ڈرون حملے

۴۔ تجارتی رکاوٹوں

۵۔ بین الاقوامی پابندیوں

اصلاحی اقدامات

۱۔ اقتصادی ترقی

۲۔ غربت اپشمن

۳۔ خود انحصار حاصل کرنے

۴۔ سیاسی استحکام

۵۔ آزاد خارجہ پالیسی

www.aiouinfo.com